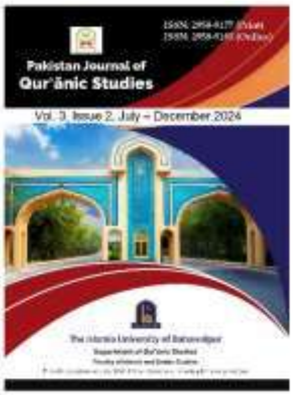

Pakistan Journal of Qur'ānic Studies

ISSN Print: 2958-9177, ISSN Online: 2958-9185
Vol. 3, Issue 2, July – December 2024, Page no. 67-96
HEC: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089226#journal_result
Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs
Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/issue/view/206
Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/3129
DOI: https://doi.org/10.52461/pjqs.v3i2.3129
Publisher: Department of Qur'ānic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

---

Title **Queries based Method of Exegesis and its applied styles in understanding Qur’ān: Limitations and possibilities.**

Author (s): **Dr. Syed Muhammad Tahir Shah**
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Govt. Graduate College S. Town Rawalpindi.
smahirshah2@gmail.com

Received on: 19 September, 2024
Accepted on: 25 November, 2024
Published on: 28 December, 2024

Citation: Dr. Syed Muhammad Tahir Shah. 2024. “Queries Based Method of Exegesis and Its Applied Styles in Understanding Qur’ān: Limitations and Possibilities”. *Pakistan Journal of Qur’ānic Studies* 3 (2):67-96. https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/3129.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

استفساری اسلوبِ تفسیر اور فہم قرآن میں اس کے اطلاقی اسالیب: تحدیدات وامکانات

Queries based Method of Exegesis and its applied styles in understanding Qur'ān: Limitations and possibilities

Dr. Syed Muhammad Tahir Shah

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Govt. Graduate College S. Town Rawalpindi. smahirshah2@gmail.com

Abstract:

The Qur'ānic commentators have employed various styles and methods to interpret Qur'ān. One of these styles and methods is query-based method of exegesis which can be considered an important and effective style of Qur'ānic interpretation. Such type of exegesis comes forth when interpretation is offered in reply to a question asked about a Qur'ānic verse.
For the justification and proof of this inquiring interpretation, there are a lot of evidences and examples from the Qur'ān, Hadith, and the sayings of the Prophet's Companions and Tābei'n.
These queries and their replies played an important role in understanding the Qur'ānic text. Various interpretations have been written fully or partially on this style which are compiled and some among them are published and some are still unpublished. This approach of exegeses can be very useful for understanding Qur'ān in this age and in future.
This article attempts to explain the query-based method of exegesis and its applied styles in understanding Qur'ān with its limitations and possibilities.

Keywords: *Query-based, exegesis, inquiring, applied, styles, interpretation, Methods.*

تعارف واہمیت:

تفاسیر قرآن کو ان کی خصوصیات اور طرز بیان کی بنا پر متنوع اقسام کے رجحانات کی حامل قرار دے کر ان میں سے اکثر کے اسالیب ورجحانات کا تعین کیا گیا ہے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ اور ان تفاسیر کے دستیاب ذخیرے میں سے ایک ایسے اسلوب کی بھی نشاندہی کی جاسکتی ہے جسے ایک علیحدہ اسلوبِ تفسیر کے طور پر متعارف نہیں کروایا گیا، اس کو تفسیر کے استفساری اسلوب کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اور استفساری تفسیر وہ تفسیر کہلائے گی جو کہ مختلف ادوار جیسا کہ دور نبوی ﷺ، دور

صحابہؓ و تابعینؒ و مابعد اور دور حاضر میں قرآنی آیات کی تفسیر، فہم اور وضاحت معلوم کرنے کے لیے پوچھے گئے یا متوقع استفسارات کے جواب میں بیان کی گئی اور بعد ازاں اسے تحریر، مرتب یا جمع و مدوّن کر لیا گیا۔

استفساری تفسیر کے جواز و ثبوت کی لیے قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہؓ و تابعینؒ سے منقول بنیادیں اور دلائل بطور شواہد و امثلہ موجود ہیں۔ اس اسلوب کی مطبوعہ تفاسیر کے علاوہ کئی استفساری تفاسیر جو کہ کلی طور پر یا جزوی طور پر لکھی گئیں مخطوطات کی شکل میں بھی مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں۔

ان سوالات و استفسارات کی کئی وجوہات و اسباب سامنے آئے ہیں۔ نیز استفسارات و سوالات کے جواب میں بیان کی گئی اور مرتب کی گئی تفاسیر کا جائزہ لینے پر استفسارات کے چند اطلاقی اسالیب سامنے آتے ہیں جن کو اختیار کر کے اس اسلوب کے تحت فہم قرآن میں کافی آسانی میسر آسکتی ہے اور ان اسالیب کے مطابق تفسیر سے متعلقہ عصر حاضر میں پیدا ہونے والے استفسارات اٹھائے جاسکتے ہیں اور پھر انہیں اسالیب کے مطابق ان کے جوابات مرتب کیے جاسکتے ہیں۔ ان اطلاقی اسالیب کو دو اعتبار سے تقسیم کر کے بیان کیا جاسکتا ہے: اول، اقسام و نوعیت کے اعتبار سے استفسارات اور دوم، تفسیر کے علوم و مجال کے اعتبار سے استفسارات۔

زیر نظر مضمون میں اس اسلوب کا تعارف، اور فہم قرآن میں اس کے اطلاقی اسالیب کو تحقیقی انداز میں جائزہ لے کر تحریر کیا گیا ہے۔

1۔ تفسیر کے استفساری اسلوب کا تعارف، اقسام اور اہمیت و افادیت

1۔ رجحانات و اسالیب تفسیر کا پس منظر

قرآن مجید کی تفاسیر مفسرین اپنے اپنے علمی و فکری ذوق و انداز، اغراض و مقاصد، ترجیحات اور ضروریاتِ وقت، اور اسالیب و مناہج کے تحت لکھتے رہے۔ مفسرین تفاسیر لکھتے رہے جب کہ بعد ازاں محققین ان تفاسیر کا گہرائی سے مطالعہ اور ان کے انداز و ترجیحات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے رجحانات کا تعین اور نشاندہی کرتے رہے۔ اس طرح تفسیر کے کئی رجحانات متعارف ہوگئے۔ نئے نئے رجحانات کو اختیار کرنے اور تفاسیر کے رجحانات کے تعین کا سلسلہ تاحال جاری ہے۔

ان رجحانات کا تعارف اور تذکرہ کرنے والے پہلے عالم غالباً شاہ ولی اللہؒ (م ۱۱۷۶ھ) ہیں جنھوں نے اپنی معروف کتاب "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر" میں تفسیر کے سات اسالیب و رجحانات اور انداز و طرق کو بیان کیا۔[1] بعد ازاں ڈاکٹر محمد

[1] ۔ شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (اسلام آباد، وفاقی وزارت تعلیم ۱۹۸۱ء) ص ۷۱

حسین الذہبی (م۱۳۹۸ھ) نے "التفسیر والمفسرون" میں شاہ صاحب کے بیان کردہ رجحانات سمیت دو مزید رجحانات کا تذکرہ کیا۔[2] دیگر کچھ علمأ نے بھی اپنی تحریرات میں چند رجحاناتِ تفسیر کا تذکرہ کیا ہے۔

رجحانات کا تذکرہ کرنے والے ان علمأ نے اگرچہ ایک متعین تعداد ذکر کی ہے لیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُس وقت تک کے دستیاب، دریافت شدہ اور مستعمل و مختار رجحانات ہی کو ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ محققین علمأ کے نزدیک اسالیب و مناہج کی تعداد کا تعین کیا ہی نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ عصر حاضر کے ایک نامور محقق ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ (م ۲۰۱۰ء) کے بقول یہ تعین قطعی طور پر کرنا ممکن نہیں ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر کے کل کتنے رجحانات پیدا ہوئے اس لیے کہ جب تک انسانی ذہن کام کرتا رہے گا نئے نئے رجحانات پیدا ہوتے رہیں گے۔[3] اس بیانیے کی تصدیق دور حاضر میں متعارف ہونے والے جدید رجحانات سے واضح طور پر ہو جاتی ہے۔ ان جدید رجحانات میں تفسیر کے استفساری رجحان کا اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

2۔ استفساری تفسیر کا تعارف

استفساری تفسیر کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

لغوی اعتبار سے استفسار باب استفعال کا مصدر ہے۔ جس کا مطلب ہے واضح کرنے کو کہنا یا واضح کرنا۔[4]

اصطلاح میں استفساری تفسیر سے مراد "قرآن مجید کی وہ تفسیر جو کہ مختلف ادوار میں قرآنی آیات کی تفسیر معلوم کرنے یا وضاحت طلب کرنے کے لیے پوچھے گئے یا متوقع سوالات کے جواب میں بیان یا تحریر کی گئی"[5]۔

گویا استفساری تفسیر وہ تفسیر کہلائے گی جو کہ مختلف ادوار جیسا کہ دور نبوی ﷺ، دور صحابہؓ و تابعینؒ و مابعد اور دور حاضر میں قرآنی آیات کی تفسیر، فہم اور وضاحت معلوم کرنے کے لیے پوچھے گئے یا متوقع استفسارات کے جواب میں بیان کی گئی اور بعد ازاں اسے تحریر، مرتب یا جمع و مدوّن کر لیا گیا۔

اس اسلوب پر لکھی گئی تفاسیر میں اتنی وسعت اور افادیت ہے کہ اسے الگ طور پر ایک جدید رجحانِ تفسیر کے طور پر بھی متعین و متعارف کروایا جا سکتا ہے۔ اور یہ اسلوب کسی حد تک قرون وسطیٰ کے علمی انداز تعلیم " Scholastic

---

[2] ۔ محمد حسین الذھبی، التفسیر والمفسرون (قاہرہ، دار الحدیث ۲۰۰۵ء) ج ۲، ص ۳۶۳

[3] ۔ محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضرات قرآنی (لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب ۲۰۰۹ء) ص ۲۲۶

[4] ۔ مولانا عبد الحفیظ بلیلاوی، مصباح اللغات (لاہور مکتبہ قدوسیہ 1999) ۶۰۵ مادہ فسر

[5] ۔ سید محمد طاہر شاہ، ڈاکٹر (راقم الحروف)، تفسیر قرآن کا استفساری رجحان اور اس کا ارتقا (ایک تحقیقی مطالعہ) سہ ماہی فکر و نظر جلد ۵۶، شمارہ ۱۔۲، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۸ء ص ۶۱ IRI,IIU اسلام آباد

"Method" سے ملتا جلتا طریقہ ہے۔ اس طریقہ میں کسی مسئلہ کے بارے میں سوالات اٹھائے جاتے تھے اور پھر ان کے جوابات دیے جاتے تھے۔ اس طریقہ کا تعارف اور طرز عمل یوں واضح کیا گیا ہے:

Scholastics developed two different genres of literature. First is Questions" applied the scholastic method to a particular question. Any number of sources could be referenced to illustrate the answer to the question.[6]

3۔ استفساری اسلوب تفسیر کا رجحان

قرونِ اولیٰ سے دور حاضر تک قرآن مجید کی بے شمار تفاسیر لکھی گئیں۔ محققین ان تفاسیر کی خصوصیات و اسالیب کی بنا پر انہیں متنوع قسم کے رجحانات کی حامل قرار دے کر ان میں سے اکثر کے رجحانات کا تعین بھی کرتے رہے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ چنانچہ دور نبوی ﷺ سے آج تک کے مختلف ادوار کی مدوّن و منقول تفاسیر کا جب دقتِ نظر سے مطالعہ کیا جائے تو ان تفاسیر کے اس دستیاب ذخیرے میں سے ایک ایسے نئے اسلوب کا تعین، نشاندہی اور اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے جو کہ ابھی ایک علیحدہ اسلوب تفسیر کے طور پر متعارف نہیں کروایا گیا اس کو تفسیر کے استفساری اسلوب کا نام دیا جا سکتا ہے۔ دور حاضر میں اس اسلوب کے اختیار کیے جانے کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کی افادیت کو واضح کرتے ہوئے اس اسلوب پر باقاعدہ تفسیر لکھنے والے عصر حاضر کے ایک مفسر علامہ الشیخ عبد الکریم الدبان التکریتی (م1413ھ) استفساری اسلوب کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

"وهو اسلوب جديد قديم ،قد وضع العلماءمؤلفات قرآنية اجابو فيها علىٰ اسئلة رفعت اليهم ،او توقعوا حصولها" [7] (یعنی یہ اسلوب جدید اور قدیم (دونوں خاصیتوں کا حامل) ہے۔ علماء نے اس اسلوب پر کئی تالیفات قرآنیہ کیں جن میں ان سوالوں کے جوابات دیے جو ان سے کیے گئے یا ان کے کیے جانے کی توقع کی)

اس طرح اس اسلوب کے تحت کئی ادوار میں استفسارات کے جوابات دے جاتے رہے۔ ان ادوار میں دور نبوی علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام، دور صحابہؓ، دور تابعینؒ و مابعد ادوار اور دورِ حاضر شامل ہیں۔ اِن ادوار میں منقول و مدوّن ماثور تفاسیر ہوں یا تفاسیر بالرائے یا تفاسیر اشاری ان تمام اقسام تفاسیر میں متقدمین، متاخرین اور معاصرین نے استفساری اسلوب و رجحان پر کلی یا

[6] https://www.newworldencyclopedia.org/entry/scholasticism.

[7] ۔ عبدالکریم الدبان (م۱۴۱۳ھ) رسالة فی التفسير علی صورة اسئلة واجوبة، (مطبوعہ دائرۃ الشؤون الاسلامیہ والعمل الخیری دبئی۔ ۲۰۱۳ھ) ص 7

جزوی طور پر علیحدہ سے تفاسیر بھی لکھیں اور یہ رجحان ماخذ تفاسیر میں بھی اختیار کیا گیا جو کہ متفرق مقامات پر منقول و موجود ہے۔

اس لیے یہ اسلوب جدید ہونے کے ساتھ ساتھ قدیم بھی ہے یہی وجہ ہے کہ یہ اسلوب دور حاضر میں مذید وسعت سے اختیار کیا جارہا ہے۔ اس رجحان میں اتنی وسعت افادیت اور مواد موجود ہے کہ اگر اسے ایک باقاعدہ اسلوب اور رجحان کے طور پر تسلیم و متعارف کروایا جائے تو قرآن فہمی کو دورِ حاضر میں زیادہ فروغ مل سکتا ہے۔ اس مقصد کے لیے اس کی بنیادوں اور اقسام، ارتقا، قواعد و ضوابط اور امثلہ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس طرزِ تفسیر کی باقاعدہ جمع و تدوین اور ترویج و تعلیم کا بندوبست کرنا ہو گا۔ آئندہ سطور میں اس طرزِ تفسیر کے جواز و ثبوت کی کچھ علمی و عملی بنیادوں اور چند اقسام کو بالتفصیل واضح کیا گیا ہے۔ نیز اس رپورٹ میں اسی تفسیری اسلوب کا تعارف، اس کی جدت و اقسام، ارتقا و امثلہ، اس کے انداز میں لکھی گئی تفاسیر کا تذکرہ اور اس رجحان کی دور حاضر میں ضرورت و افادیت اور اس کے اطلاقی اسالیب کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

4۔ استفساری تفسیر کی علمی و عملی بنیادیں اور شواہد

استفساری تفسیر کے جواز و ثبوت کی لیے قرآن و سنت اور آثارِ صحابہؓ و تابعینؒ سے منقول چند بنیادیں اور شواہد ذیل میں تحریر کیے جاتے ہیں:۔

الف۔ قرآنِ مجید سے تفسیری اِستفسار کا جواز

قرآن مجید میں آیاتِ قرآنیہ کے بارے میں تفکر و تدبر کی کئی مقامات پر عمومی دعوت دی گئی ہے چنانچہ ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰي قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا"[8]۔(یعنی کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل لگ رہے ہیں) اس آیت کی ترغیب پر عمل کے لیے قرآن میں تفکر و تدبر اور حصول فہم ہر دور میں ہوتا رہا اور آج بھی جاری ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن کی ایک اور آیت کے حکم: "فاسْــَٔـلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" [9](یعنی اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم لوگ خود نہیں جانتے) سے بھی خاطر خواہ استفادہ کیا گیا اور مختلف ادوار میں قرآن فہمی کی طلب کے لیے اہل علم اور ماہرین سے استفسارات و سوالات کیے گئے۔ اس طرح اس آیت مبارکہ کو استفساری

[8] ۔ محمد ۴۷:۲۴

[9] ۔ النحل ۱۶:۴۳

رجحان کی قرآنی بنیاد قرار دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس میں تعلیم و افہام کی غرض سے اہل الذکر سے سوالات و استفسار کرنے کی ترغیب موجود ہے۔

ب۔ احادیث وسنن سے استفساری تفسیر کا ثبوت

نبی اکرم ﷺ کی احادیث و سنن میں بھی اس طرح کے استفسارات کی ترغیب موجود ہے چنانچہ

ا۔ ایک عمومی حکم میں آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:"اذاشکّ احد کم فی الامر فلیسألنی عنہُ"۔[10] (یعنی جب بھی تم میں سے کسی کو کسی معاملہ میں شک ہو تو مجھ سے سوال کر لیا کرو)اس حدیث مبارکہ میں گویا آپ ﷺ نے اپنی ذات مبارکہ سے بغرض تفہیم مطلقاً سوال و استفسار کی ترغیب ارشاد فرمادی۔

۲۔ اسی طرح ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے استفسارات کے جواز کے ساتھ ساتھ استفسارات کا دیانتداری سے جواب نہ دینے پر وعید بھی ارشاد فرمائی چنانچہ ارشاد ہے:"من سئل عن علمٍ فکتمہٗ الجم بلجام من نار یوم القیٰمَۃِ"۔[11] (جس سے کسی علم کے بارے میں سوال کیا گیا اور اس نے اسے چھپالیا اسے قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی) گویا اس حدیث مبارکہ میں استفسارات کرنے اور ان کے جواب دینے دونوں پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے۔

۳۔ ویسے بھی فہم دین اور استفسارات و جوابات کا چولی دامن کا ساتھ ہے سنت سے اس کی عملی مثال حدیث جبریل کے نام سے معروف حدیث مبارکہ میں حضرت جبریل علیہ السلام کے استفسارات اور رسول اللہ ﷺ کے جوابات ہیں جو کہ فہم دین کا ایک ذریعہ قرار دیے گئے ہیں۔[12]

۴۔ ایک حدیث مبارکہ میں خصوصی طور پر قرآنی آیات کی تفسیر اور مصداق کے بارے میں سوال اور استفسار کرنے کا واضح حکم موجود ہے۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

قرآن مجید کی ایک آیت مبارکہ میں جنبی حالت میں پانی پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں تیمم کا حکم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا"[13] (یعنی اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو

[10] ۔الطبری، ابن جریر، جامع البیان عن تا ویل آی القرآن،(بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ 1420ھ) ج۵ ص۲۱۵ نمبر ۹۹۲۸

[11] ۔ابن حنبل، امام احمد، مسند احمد بن حنبل،(بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ ۱۴۲۱ھ)، رقم الحدیث ۷۵۷۱

[12] ۔البخاری، امام احمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الایمان باب سؤال جبریل النبی ﷺ، رقم الحدیث ۵۰

[13] ۔المائدہ ۶:۵

سارے جسم کو خوب اچھی طرح پاک کرو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی قضاء حاجت کر کے آیا ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرو) اس قرآنی حکم سے متعلقہ ایک واقعہ دور نبوی ﷺ میں پیش آیا۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

" قال خرجنا في سفر فاصاب رجلا معنا حجر فشجه في راسه .ثم احتلم، فسال اصحابه، فقال: هل تجدون لي رخصة في التيمم؟ قالوا: ما نجد لك رخصة وانت تقدر على الماء، فاغتسل فمات. فلما قدمنا على النبي صلى الله عليه وسلم اخبر بذلك، فقال: قتلوه قتلهم الله، الا سالوا إذ لم يعلموا، فإنما شفاء العي السؤال، إنما كان يكفيه ان يتيمم ويعصر على جرحه خرقة ثم يمسح عليها ويغسل سائر جسده"۔[14]

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک سفر پر نکلے تو ہم میں سے ایک آدمی کو پتھر لگا اور اس کے سر کو زخمی کر دیا پھر اس کو احتلام ہو گیا۔ اس نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ کیا تم میرے لیے تیمم کی رخصت پاتے ہو۔ لوگوں نے کہا کہ ہم تمہارے لیے رخصت نہیں پاتے درآنحالیکہ تم پانی پر قُدرت رکھتے ہو۔ پس اس نے غسل کیا جس کہ وجہ سے وہ وفات پا گیا جب ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے اس کو قتل کر دیا اللہ انہیں ہلاک کرے۔ جب وہ جانتے نہیں تھے تو انہوں نے سوال کیوں نہیں کیا پس بے شک نہ جاننے والے کی شفا سوال کرنے میں ہے۔ اس کے لیے کافی تھا کہ وہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر کپڑا ڈال لیتا پھر اس کپڑے پر مسح کر لیتا اور اپنے بقیہ سارے جسم کو دھو لیتا)۔ اس واقعہ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک قرآنی آیت کے حکم اور تفسیر کے بارے میں نہ صرف باقاعدہ سوال کرنے کی ترغیب دی ہے بلکہ سوال کرنے کے فوائد اور حکمت بھی بیان فرما دی ہے۔

یہ وہ بنیادیں تھیں جن پر صحابہ کرامؓ نے رسول اکرم ﷺ سے قرآن کی تفسیر اور قرآنی احکام کے مصداق جاننے کے لیے سوالات کیے جن کے جوابات رسول اللہ ﷺ نے بڑی توجہ سے ارشاد فرمائے۔ جن سے تفسیر کی کئی باریکیاں منکشف ہوئیں۔ علامہ سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے علامہ بدرالدین الذرکشیؒ (م ۷۹۴ھ) کا قول نقل کیا ہے کہ قرآن مجید کا نزول عربی زبان میں ہوا اور عربی زبان بھی افصح العرب کے زمانے کی۔ پھر ان لوگوں کو بھی قرآن مجید کے ظاہر امور اور احکام کا ہی علم حاصل ہوتا تھا۔ لیکن اس کے اندرونی مفہوم کی باریکیاں ان پر تب ہی منکشف ہوا کرتی تھیں جب وہ بحث اور غور سے کام لیتے اور اکثر باتوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کرتے تھے۔[15]

---

[14] ۔ابوداؤد امام السجستانی، السنن، محقق شعیب اللار نوؤط (دارالرسالۃ العالمیۃ ۱۴۳۰ھ) باب المجدور يتيمم، رقم الحدیث ۳۳۶، وابن ماجہ، السنن (داراحیاء الکتب العربیۃ۔بیروت) كتاب الطهارة و سننها، باب فی المجروح تصيبُهُ الجنابة، رقم الحدیث ۵۷۲

[15] ۔السیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن (بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ ۲۰۰۸ء) ج ۲ ص ۱۷۴

نبی اکرم ﷺ سے قرآنی تفسیر معلوم کرنے کے لیے کیے گئے یہ استفسارات اور آپ ﷺ کے جوابات ماخذ کتبِ تفاسیر اور احادیث میں متفرق مقامات پر موجود و منقول ہیں۔ یہ استفسارات و جوابات اس رجحان کے لیے سنن کے طور پر عملی بنیادیں فراہم کرتے ہیں۔ اور چونکہ ان استفسارات و جوابات کو تفسیری ذخیرہ میں کافی اہمیت حاصل ہے اور اس پر علیحدہ سے تحقیقی کام دستیاب نہیں تھا اس لیے راقم الحروف نے ایم فل علوم اسلامیہ کا مقالہ اسی موضوع پر بعنوان "صحابہ کرامؓ کے تفسیری استفسارات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات" لکھا۔[16] اس میں اسی قسم کے تفسیری استفسارات و جوابات کی جمع و تدوین اور تحقیق و تفسیر کی گئی نیز اس مقالہ میں اس طرح کے تقریباً ایک سو استفسارات و جوابات کو شامل تحقیق کیا گیا۔

مثالیں: ذیل میں ان استفسارات و جوابات میں سے دو کو بطور مثال تحریر کیا جاتا ہے۔

ا۔ امام طبریؒ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے:

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہُ قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن هذهٖ الایۃ (لَهُمُ الْبُشْرٰي فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ[17]) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرویا الصالحۃ یرٰھا المومن اَوْ تری لَہٗ[18] (یعنی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت (لھم البشریٰ......الخ) کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (اس سے مراد) اچھے خواب ہیں جن کو مومن شخص خود دیکھتا ہے یا اس کے لیے وہ دکھائے جاتے ہیں)

۲۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنها ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُئِل عن هذهٖ الایۃ (فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ[19]) فقال فاذا رایتُمْ الذین یجادلون فیہ فھم الذین عنی اللہ فاحذروھم[20] (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے آیت مبارکہ (فاما الذین فی قلوبھم زیغ......الخ) کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ان متشابہات کے بارے میں جھگڑتے ہیں تو پس یہ وہی لوگ ہیں جن کا اللہ نے (یہاں) ذکر کیا ہے پس تم ان سے بچو)

ج۔ صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے اقوال و افعال سے استفساری تفسیر کا ثبوت

---

[16] ۔ سید محمد طاہر شاہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے تفسیری استفسارات اور نبی اکرم ﷺ کے جوابات، تحقیقی مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ، سیشن 2011، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

[17] ۔ یونس ۱۰:۶۴

[18] ۔ الطبری، نفس المصدر، ج ۱۱ ص ۱۶۶

[19] آل عمران ۳:۷

[20] الطبری، نفس المصدر ج ۳ ص ۳۳۳

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ ہستیاں تھیں جنہوں نے نزول قرآن کا زمانہ پایا اور رسول اکرم ﷺ سے قرآن کی تفسیر خود سیکھی بعد ازاں ان سے تابعینؒ نے تفسیر سیکھی۔ صحابہ کرامؓ و تابعینؒ سے ایسے کئی اقوال منقول ہیں جن سے تفسیری استفسارات کرنے کا جواز، ترغیب اور مثالیں میسر آتی ہیں۔ ذیل میں اس طرح کے چند اقوال تحریر کیے جاتے ہیں۔

۱۔ استفساری تفسیر سے متعلق صحابہ کرامؓ کے اقوال و عمل

۱۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

''مَنْ كَانَ سائلاً عن شيءٍمن القرآنِ فليسئال عبدالله بن عباس''[21] (یعنی جس کسی کو قرآن میں سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرنا ہو تو اسے چاہیے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے استفسار کرے)

۲۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک فرمان امام طبریؒ نے اپنی سند سے یوں نقل کیا ہے:

''عن علی بن ابی طالب رضی الله عنہ قال و هو علی المنبر: لا یسئالنی احد عن آیۃ من کتاب الله الا اخبرتہ''[22] (حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے جو کوئی بھی کتاب اللہ کی کسی آیت کے بارے میں سوال کرتا ہے تو میں اسے بتلا دیتا ہوں)

۳۔ علامہ سیوطیؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

''اذا سئالتمونی عن غریب القرآن فالتمسوهٗ فی الشعر فان الشعر دیوان العرب''[23](یعنی جب تم مجھ سے قرآن کے غریب الفاظ کے بارے میں سوال کرو تو اسے شعر میں تلاش کرو کیونکہ شعر عرب کا دیوان ہے)

مندرجہ بالا اور اس طرح کے دیگر کئی اقوال سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے قرآنی آیات کے بارے میں استفسارات کرنے کی نہ صرف ترغیب دی بلکہ خود اُن سے کیے گئے استفسارات کے متعلق بھی بتلایا۔ یہی وجہ تھی کہ مفسرین صحابہ کرامؓ سے فہم قرآن کی غرض سے دیگر صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ تابعین عظامؒ نے بھی تفسیری استفسارات کیے جن کے جوابات تفسیری ذخیرہ میں بکثرت موجود ہیں۔

---

21 ابن حنبل احمد، المسند، فضائل الصحابہ (مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۳ھ) رقم الحدیث ۸۹۳

22 الطبری، نفس المصدر، ج ۲۲ ص ۳۹۰

23 السیوطی، الاتقان، (الھیئۃ المصریۃ اعلمیۃ لکتاب ۱۳۹۴ھ) ج ۲ ص ۶۷

ب۔ استفساری تفسیر کے بارے میں تابعینؒ کے اقوال و عمل

ذیل میں چند تابعین کے بھی ایسے اقوال نقل کیے جاتے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ وہ خود بھی تفسیری استفسار کرتے تھے اور انہوں نے دوسروں کا استفسار کرنا بیان بھی کیا۔

۱۔ علامہ ابن تیمیہؒ ابن ابی ملیکہؒ تابعی (۱۱۷ھ) کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ مجاہدؒ (م ۱۰۴ھ) حضرت ابن عباسؓ سے قرآن کی تفسیر دریافت کر رہے تھے۔ اور ان کے ہمراہ ان کی تختیاں بھی تھیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا لکھتے جاؤ حتیٰ کہ مجاہدؒ نے مطلوبہ تفسیر پوچھ لی۔[24]

۲۔ علامہ ابن جریر الطبریؒ، امام شعبیؒ (م ۱۰۳ھ) کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں نے ہر آیت کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا ہے مگر اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ یہ کلام الٰہی کی تفسیر کا معاملہ ہے۔[25]

۳۔ حضرت مجاہدؒ اپنے کیے گئے تفسیری استفسارات کے بارے میں فرماتے ہیں:

'' لو کنتُ قرأت قرأءة ابن مسعود قبل ان اسئل ابن عباس ما احتجتُ ان اسئالہٗ عن کثیر مما سئالتہٗ عنہٗ''[26] (اگر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے استفسارات کرنے سے قبل ابن مسعودؓ کی قراءۃ پڑھ لیتا تو مجھے اکثر آیات کے بارے میں اُن سے سوالات کرنے کی حاجت ہی نہ ہوتی جو میں نے ان سے پوچھے)

ان اقوال سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مفسرین صحابہ کرامؓ سے دیگر صحابہؓ اور تابعینؒ نے تفسیری استفسارات کیے۔ جن کے جوابات تفسیر میں کافی اہمیت کے حامل سمجھے جاتے ہیں۔ اسی اہمیت کے پیش نظر راقم الحروف نے اپنا Ph.D. کا مقالہ اسی موضوع پر ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کیے گئے تفسیری استفسارات اور ان کے جوابات'' کے عنوان سے لکھا[27] اس مقالہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کیے گئے تقریباً تریسٹھ استفسارات اور اُن کے جوابات شامل کیے گئے ہیں اور ان کی جمع و تدوین، تحقیق و تخریج اور تفسیر و ترجیح تفصیلاً بیان کی گئی ہے۔

مثالیں: ذیل میں ان کے استفسارات و جوابات کی امثلہ تحریر کی جاتی ہیں:

---

[24] ابن تیمیہ، مقدمہ اصول تفسیر (مدار الوطن للنشر الریاض ۱۴۲۶ھ) ص ۲۸

[25] ۔ الطبری، مقدمہ تفسیر الطبری، ج ا ص ۲۸

[26] ۔ الذھبی، محمد حسین ڈاکٹر، التفسیر والمفسرون (دار الحدیث قاھرہ) ج ا ص ۴۰

[27] ۔ سید محمد طاہر شاہ، ڈاکٹر، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کیے گئے تفسیری استفسارات اور اُن کے جوابات، تحقیقی مقالہ برائے پی۔ ایچ۔ ڈی سیشن 2012-2017 علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

ا۔ امام طبریؒ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے:
عن النعمان بن بشير قال سألتُ عمر عن قولِہٖ تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا[28] قال هو العبد يتوبُ من الذنب ثم لا يعودُ فيهِ ابداً[29](یعنی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اللہ کے فرمان ''توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا'' کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ (اس سے مراد ہے) وہ بندہ ہے جو گناہ سے توبہ کرے پھر اس گناہ کو کبھی بھی دوبارہ نہ کرے)

2۔ یا مثلاً طبری ہی کی ایک اور روایت ہے: عن ابی العبیدین انہٗ سئال عبداللہ بن مسعود فقال مَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا [30] قال الريح''[31](یعنی ابو العبیدینؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اور پوچھا کہ "الْعٰصِفٰتِ عَصْفًا" سے کیا مراد ہے؟ تو آپؓ نے جواب دیا کہ اس سے مراد ہوا ہے) اس طرح کی کثیر امثلہ کتب تفاسیر و احادیث میں موجود ہیں۔

ج۔ فرق باطلہ کے استفسارات و جوابات

تفسیر کی اس قسم میں مزید دو ذیلی اقسام ہیں۔

قسم اول:۔ ان میں ایک قسم تو ان کتب تفاسیر پر مشتمل ہے جن میں فرق باطلہ کے قرآنی آیات پر کیے گئے اعتراضات، اشکالات اور شبہات پر مبنی سوالات کے جوابات جمع کیے گئے ہیں۔ جیسا کہ معتزلہ و قدریہ وغیرہ کے اعتراضات و شبہات اور سوالات کے جوابات دیتے ہوئے دوسری صدی ہجری میں حافظ ابو محمد سفیان بن عیینہ کوفی (م ۱۰۹ھ) نے کتاب ''جوابات القرآن'' لکھی۔ اسی موضوع پر علامہ قطرب ابو علی محمد بن علی المستنیر (م ۲۰۶ھ) نے کتاب "فيما سئل عنہٗ الملحدون من آي القرآن'' لکھی۔

قسم دوم:۔ جب کہ دوسری قسم میں ایسی تفاسیر ہیں جن میں ان فرقوں کے افراد کے علمأ سے آزمائش و امتحان کے لیے آیات قرآنیہ سے متعلق کیے گئے استفسارات جمع کیے گئے ہیں۔

اس کی مثال نافع بن الازرق خارجی (م ۶۵ھ) کے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے بطور امتحان تفسیری سوالات

---

[28] التحریم ۶۶:۸

[29] الطبری، نفس المصدر، ج ۲۳ ص ۴۹۴

[30] ۔ المرسلات ۷۷:۲

[31] ۔ الطبری، نفس المصدر، ج ۲۴ ص ۱۲۵

جو کہ تقریباً دو سو کی تعداد میں ہیں ان سوالات کے جوابات حضرت ابن عباسؓ نے کلام عرب سے استشہاد کے ساتھ دیے۔ امام سیوطیؒ نے یہ استفسارات وجوابات الاتقان میں "مسائل نافع بن الازرق" کے عنوان سے نقل کیے ہیں۔[32] ابن الانباری نحوی (م۳۲۸ھ) نے کتاب الوقف والابتداء میں [33]، جب کہ امام طبرانی (م۳۶۰ھ) نے المعجم الکبیر میں ان میں سے اکثر سوالات کو نقل کیا ہے[34]۔ ڈاکٹر محمد الدالی مدرس عربی جامع دمشق وقطر نے تحقیق و تخریج اور تعلیق و فہارس کے ساتھ "مسائل نافع بن الازرق عن عبداللہ بن عباس" کے عنوان سے ان استفسارات پر تحقیقی کام کیا ہے۔[35]

د۔ متفرق استفساری تفاسیر اور ان کے مخطوطات

اس اسلوب کی مطبوعہ تفاسیر کا ذکر تو بعد ازاں متعلقہ عنوانات میں کیا جائے گا تاہم ان کے علاوہ استفساری تفاسیر جو کہ کلی طور پر یا جزوی طور پر لکھی گئیں اور مخطوطات کی شکل میں مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں ذیل میں ان کے نام بمع مؤلفین ترتیب زمانی کے اعتبار سے ذکر کیے جاتے ہیں۔

- مسائل من تفسیر القرآن للقاسم بن ابراهیم العلوی (م۲۴۶ھ) مما سئالۃ ابنۃ محمد بن قاسم[36]
- المسائل فی القرآن للجاحظ (م۲۵۵ھ)[37]
- مسائل من تفسیر القرآن المجید للهادی الی الحق۔ یحی بن الحسین (م۔۲۹۸ھ)[38]
- مسئالۃ فی شرح سورۃ محمد الایۃ ۱۹۔ حکیم ترمذی (م ۳۳۰ھ)[39]

---

[32] ۔السیوطی، الاتقان ج۱ص۲۵۸۔۲۸۱

[33] ۔ابن الانباری، ایضاح الوقف والابتداء فی کتاب اللہ، جلد 1، ص76

[34] ۔ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، المعجم الکبیر باب العین من مناقب عبداللہ بن عباس واخبارہ (قاہرہ: مکتبۃ ابن تیمیہ ۱۳۹۱ھ) رقم الحدیث ۱۰۵۹۷

[35] ۔ ڈاکٹر محمد احمد الدالی، مسائل نافع بن الازرق عن عبداللہ بن عباس، مکتبۃ الجفان الجابی قبرص ۱۹۹۳ء

[36] ۔الفهرس الشامل للتراث العربی الاسلامی (مخطوطات) علوم القرآن،(عمان:مؤلف مؤسسة آل البيت، المجمع الملکی لبحوث الحضارة الاسلامية ۱۴۰۶ھ)۱/۲۷

[37] ۔الفہرست الشامل ۱/۴۰۴

[38] ۔الفہرس الشامل ۱/۲۷

[39] ۔معجم المفسرین ۲/۵۷۶

- مسائل منثوره من تفسیر القرآن۔ هبۃ الله بن سلامۃ البغدادی (م۴۱۰ھ)[40]
- المسائل الدمشقیۃ فی تفسیر القرآن وهی اثنتا عشرةمسألۃ ۔ محمد بن الحسن الطوسی (م۴۶۰ھ)
- مسائل منثوره فی التفسیر والعربیۃ والمعانی، عبدالله بن بری بن عبدالجبار المقدسی، ابن ابی الوحش (م۵۸۲ھ)[41]
- فتاوٰی ابن الصلاح جزا، اسئلۃ قرآنیۃ (۱۳۹/۱۔۱۵۴)
- اسئلۃ و اجوبۃ ، عزبن عبدالسلام (م۶۶۰ھ)[42]
- فتاوٰی نووی، امام نوویؒ (م۶۷۶ھ)، باب فی التفسیر ص ۲۳۰۔۲۳۵۔
- اجوبۃ علیٰ اسئلۃ وردت فی فضائل سورة فاتحہ والاخلاص و بعض آیات مشکلۃ ،امام ابن تیمیہؒ (م۷۲۸ھ)[43]
- اسئلۃ واجوبۃ عن آیات من القرآن۔ ابن فرحون عبدالله بن محمد (م۷۶۹ھ)[44]
- الروض الریان فی اسئلۃ القرآن، حسین بن سلیمان بن ریان (م۷۷۰ھ)
- الاجوبۃ المرضیۃ عن الاسئلۃ المکیۃ ، ولی الدین احمد بن عبدالرحیم العراقی (م۸۲۶ھ)
- مسائل مشکلۃ فی القرآن، ابن الجزری (م۸۳۳ھ)
- الفتاوی القرآنیہ۔ امام سیوطیؒ (م۹۱۱ھ) الحاوی للفتاوٰی (۳۵۹/۱۔۵۲۲)
- اسئلۃ واجوبۃ نجم الدین العظیمی (م۹۸۱ھ) (اس میں قرآنی سوالات کا حصہ)[45]
- کشف النقات والران عن وجہ محذرات اسئلۃ تقع فی بعض سورالقرآن۔ احمد الفیومی (م۱۱۰۱ھ)
- الاجوبۃ المفیدة علی الاسئلۃ العدیدة، جاد الله الفیومی الوفائی الشافعی (م۱۱۰۱ھ)[46]

---

40 ۔ الفہرس الشامل ۱/۷۳

41 ۔مسائل منثوره فی التفسیر والعربیۃ والمعانی، عبداللہ بن بری بن عبدالجبار المقدسی، ابن ابی الوحش (م۵۸۲ھ)،(ناشر فررة من مجلۃ المجمع العلمی العراقی،۱۴۱۰ھ)جز۱، جلد۶۱

42 الفہرس الشامل ۱/۲۵۶

43 الفہرس الشامل ۱/۳۶۲

44 معجم المفسرین ۲/۷۵۸

45 ۔ الفہرس الشامل ۲/۶۷۶

اس رجحان کی چند تفاسیر کے نام تحریر کر دیے گئے ہیں لیکن اگر تلاش کیا جائے تو ان تفاسیر کے علاوہ بھی اس طرح کی تفسیر میسر آ سکتی ہیں۔اس رجحان کے ارتقاء پر راقم الحروف کا ایک تحقیقی مضمون بھی سہ ماہی فکر و نظر میں شائع ہو چکا ہے[47]۔ جس میں نہ صرف اس رجحان کے ارتقاء پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے بلکہ ان استفسارات کی وجوہات اور مقاصد اور فوائد پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔

الغرض استفسارات وجوابات کا یہ سلسلہ تابعینؒ کے بعد تبع تابعینؒ اور مابعد ادوار سے ہوتا ہوا دور حاضر تک جاری رہا جس کے نتیجے میں متنوع قسم کے تفسیری ذخائر وجود میں آتے رہے۔ان میں اکثر فقہی مسالک جیسے حنفی،شافعی،مالکی، حنبلی اور جعفری فقہ کے مفسرین کی اپنے اپنے مسالک کی نمائندگی میں لکھی گئی تفاسیر بھی شامل ہیں۔

2۔ فہم قرآن میں استفساری تفسیر کے اطلاقی اسالیب: تحدیدات وامکانات

یہ استفساری تفاسیر بھی کئی طرح سے مرتب و مدوّن کی گئیں۔ ان میں سے ہر ایک کا اپنا اسلوب اوراپنا ہی انداز سامنے آتا ہے۔استفسارات و سوالات کے جواب میں بیان کی گئی اور مرتب کی گئی ان تفاسیر کی روشنی میں فہم قرآن میں استفسارات کے چند اطلاقی اسالیب سامنے آتے ہیں جن کو اختیار کر کے اس اسلوب کے تحت فہم قرآن میں کافی آسانی میسر آ سکتی ہے اور ان اسالیب کے مطابق تفسیر سے متعلقہ عصر حاضر میں پیدا ہونے والے استفسارات اٹھائے جاسکتے ہیں اور پھر انہیں اسالیب کے مطابق ان کے جوابات مرتب کیے جاسکتے ہیں۔ان اطلاقی اسالیب کو دو اعتبار سے تقسیم کر کے بیان کیا جاسکتا ہے:

1۔ اقسام ونوعیت کے اعتبار سے استفسارات

2۔ علوم ومجال کے اعتبار سے استفسارات

ذیل میں تفسیری استفسارات کے ان دونوں اطلاقی اسالیب وانواع کی امثلہ ، تحدیدات اورامکانات پر تحقیقی انداز سے روشنی ڈالی جائے گی۔

---

[46] ۔ الفہرس الشامل ۲/ ۳۰۷

[47] ۔ سید محمد طاہر شاہ،ڈاکٹر، پروفیسر عبد الحمید خان عباسی، تفسیر قرآن کا استفساری رجحان اور اس کا ارتقاء، سہ ماہی فکر و نظر (IRI,IIU,اسلام آباد)، جلد56، شمارہ 1-2، جولائی- دسمبر 2018، ص 61

1۔ نوعیت کے اعتبار سے استفسارات

تفسیر سے متعلق کیے گئے استفسارات کی ایک قسم اور اسلوب کو ان کی نوعیت کی بنیاد پر علیحدہ بیان کیا جاسکتا ہے جس میں یہ دیکھا جائے گا کہ آیات قرآنیہ کے متعلق کیے گئے استفسارات کی نوعیتں اور اقسام کون کون سی ہیں اور ان میں کس طرح ان استفسارات وجوابات کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ وہ نوعیتیں اور اقسام درج ذیل ہو سکتی ہیں۔

1لف۔ ماثور ومنقول استفسارات وجوابات کا اسلوب اور اس کا اطلاق

اس رجحان میں ایک قسم ان تفاسیر کی ہے جن میں مختلف ادوار میں آیات قرآنیہ کے بارے میں کیے گئے استفسارات اور ان کے جوابات کو یاتو متفرق مقامات پر جزوی طور پر نقل کیا گیاہے یاان کو باقاعدہ علیحدہ جمع ومدوّن کیا گیاہے۔ منقول استفسارات جن تفاسیر میں متفرق طور پر موجودہیں ان میں تفسیر الطبری، تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر الدر المنثور، تفسیر ابن کثیر اور ان کی طرح کی دیگر ماثور تفاسیر ہیں جن میں مرفوع وموقوف روایاتِ استفسارات اوران کے جوابات کئی مقامات پر منقول ہیں۔ گویا اس اسلوب میں مفسرین ماضی میں کسی آیت کے بارے میں کیے گئے دستیاب استفسارات وجوابات کو محض نقل کر دیتے ہیں اور ساتھ اس کی کچھ وضاحت بھی کر دیتے ہیں۔

جیسا کہ مفسر امام ابن جریر طبریؒ نے اپنی تفسیر جامع البیان میں اپنی سند سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا جانا اور آپ ﷺ کا جواب یوں نقل کیا ہے:"عن ابی الدرداء رضی الله عنہٗ قال سألت رسول الله صلی الله علیہ وسلم عن هذہِ الایۃ (لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ[48]) قال النبی صلی الله علیہ وسلم الرویا الصالحۃ یرٰھا المومن اَوْ تری لَہ"[49]۔(حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت (لھم البشریٰ......الخ) کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا(اس سے مراد) اچھے خواب ہیں جن کو مومن شخص خود دیکھتا ہے یا اس کے لیے وہ دکھائے جاتے ہیں)۔

یا جیسا کہ امام طبریؒ نے ہی اپنی سند سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ سے استفسار کرنا اوران کا جواب یوں روایت کیاہے:"عن النعمان بن بشیر قال سألتُ عمر عن قولِہٖ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً

---

48 ۔ یونس ۱۰:۶۴

49 ۔ الطبری، نفس المصدر، ج ۱۱ص ۱۶۶

نَّصُوْحًا[50] قال هوالعبد یتوبُ من الذنب ثم لا یعودُ فیہِ ابداً"[51](یعنی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اللہ کے فرمان ''توبوا الی اللہ توبۃنصوحا'' کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ (اس سے مراد ہے) وہ بندہ ہے جو گناہ سے توبہ کرے پھر اس گناہ کو کبھی بھی دوبارہ نہ کرے)۔ اس طرح کئی تفاسیر میں متفرق مقامات پر سابقہ ادوار میں کئے گئے استفسارات نقل کیے گئے ہیں۔ ایسے استفسارات کی کثیر امثلہ کتب تفسیر میں موجود ہیں۔

اور اس طرح کے استفسارات کی علیحدہ سے تدوین اور ایک جگہ جمع و نقل کر دینے کی مثال " تفسیر التستری "کی ہے۔ جو کہ سہیل بن عبد اللہ التستریؒ (م ۲۷۳ھ) سے کیے گئے تفسیری سوالات ان کے شاگرد ابو بکر محمد بن احمد بلدیؒ کے نقل وجمع کرنے سے وجود میں آئی اس کتاب میں ابو بکر اکثر یوں لکھتے ہیں: (وسئل عن قولہٖ...... فقال......) کہ سہیلؒ سے فلاں آیت کی تفسیر دریافت کی گئی اور انہوں نے یوں فرمایا...... مثلاً" وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ"[52] فقال الصبر ھٰہُنا الصوم والصلوٰۃ وصلۃالمعرفۃ''[53]اس طرح اس اسلوب میں ما قبل ادوار میں کیے گئے استفسارات کو نقل وجمع کیا گیا ہے۔

اس اسلوب کا اطلاق کرتے ہوئے کسی آیت کے متعلق استفسار کے جواب میں ایسے ہی منقول استفسارات وجوابات کو نقل کر دیا جائے گا جو کہ استفساری اسلوب تفسیر میں ماثور و منقول استفسارات و جوابات کو نقل کرنے کا اطلاق اسلوب کہلائے گا۔

2۔ امکانی اور متوقع استفسارات وجوابات کا اسلوب

استفساری رجحان کی تفاسیر میں ایک یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ آیات کے بارے میں ممکنہ اور متوقع تفسیری سوالات کو مفسر نے از خود ذکر کر کے اور پیدا کر کے اپنے علم کے مطابق ان کے جوابات دیے ہیں۔ جیسا کہ:

ا۔ امام ابو بکر محمد بن الحسن ابن فورک (م ۴۰۶ھ) کی تفسیر ابن فورک اس تفسیر میں ابن فورکؒ آیات کے بارے میں خود ہی ممکنہ سوالات اٹھاتے ہیں اور پھر خود ہی ان کے جوابات دیتے ہیں مثلاً لکھتے ہیں:

---

[50] التحریم ۶۶:۸

[51] الطبری، نفس المصدر، ج ۲۳ ص ۴۹۴

[52] ۔ البقرۃ ۲:۴۵

[53] . التستری، سہیل بن عبد اللہ، تفسیر التستری، تحقیق طہٰ عبد الرؤف سعد سعد بن محمد علی (مصر: دارالحرم للتراث 2004ء) ج ا ص ۹۷

مسئالۃ: ان سئل عن قولِہٖ سبحانہٗ (قل ھو اللہُ احد) الیٰ آخرھا و قال ما الاحد؟ و ما حقیقۃ الواحد؟...... و ما الصمد؟...... اور پھر خود ہی ان سوالات کے جوابات یوں دیتے ہیں: الجواب الاحد معناہٗ واحد.....الخ[54]

۲۔ قاضی عبدالجبار معتزلی (م۴۱۵ھ) کی تفسیر "تنزیہ القرآن عن المطاعن" بھی اس قسم کی ایک اہم تفسیر ہے۔ اس تفسیر میں مسائل ذکر کیے گئے ہیں ہر مسئلہ سوال وجواب پر مشتمل ہے۔ آیات پر ممکنہ سوالات واعتراضات اٹھاتے ہیں اور پھر خود ہی ان کے جوابات بھی دیتے ہیں۔[55]

۳۔ محمد بن ابو بکر بن عبدالقادر الرازی حنفیؒ (م۶۶۶ھ) کی تفسیر ''اسئلۃ القرآن المجید واجوبتھا من غرائب آي القرآن'' جو کہ ''مسائل الرازی واجوبتھا'' کے نام سے بھی معروف ہے اس تفسیر میں مفسر نے آیات کے اعراب، معانی ومفاہیم اور مصداق کے بارے میں متوقع اور ممکنہ سوالات ازخود ذکر کیے ہیں پھر ان کے وضاحتی جوابات بھی دیے ہیں مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں: فان قیل کیف قال (ھدًی للمتقین) والمتقون مھتدون فکانہٗ تحصیل الحاصل؟ قلنا انما صاروا متقین بما استفا دوامنہٗ من الھدی......[56]

3۔ مفسر سے استفہامی استفسارات پر مبنی اسلوب

اس رجحان کی یہ قسم ان استفسارات وجوابات پر مشتمل ہوتی ہے جو کہ کسی مفسر سے سائلین نے مختلف مواقع پر پوچھے اور انہوں نے جواباً تفسیر بیان کی۔ پھر ان استفسارات وجوابات کو مفسر نے خود ہی جمع کر دیا۔ جو کہ بعد ازاں طبع کروا دیے گئے۔

ا۔ جیسا کہ امام ابی معشر الطبری عبدالکریم بن عبدالصمد محمد بن القطانؒ (م۴۷۸ھ) کی تفسیر عیون المسائل فی القرآن العظیم ، تفسیر بعض الآیات الخلافیۃ فی القرآن العظیم)۔

اس تفسیر میں امام ابو معشر قرآنی آیات کے بارے میں پوچھے گئے استفسارات کو ذکر کر کے ان کے جوابات لکھتے ہیں مثال کے طور پر لکھتے ہیں:مسئالۃ: قالوا ما معنٰی قولُہٗ (مٰلک یوم الدین) و یوم الدین لیس بموجود

---

[54] ابن فورک، محمد بن الحسن ابو بکر، تفسیر ابن فورک، تحقیق سہیمہ بنت محمد سعید (مکہ: وزارت تعلیم جامع ام القریٰ، ۲۰۰۹ء) ج۳ص ۳۰۱

[55] ۔ دیکھیے قاضی عبدالجبار معتزلی، تنزیہ القرآن عن المطاعن (بیروت دار النھضۃ الحدیثۃ)

[56] ۔الرازی، محمد بن ابو بکر بن عبدالقادر، مسائل الرازی واجوبتھا من غرائب آي التنزیل (مصر: شرکتہ و مکتبہ و مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی وا ولادہٗ ۱۹۶۱ء) ج۱ص۴

اصلاً و کیف یملک المعدوم؟وجوابنا: ان المراد بہ القادر علی یوم الدین[57] (یعنی سوال:لوگوں نے کہااللہ کے فرمان(مٰلک یوم الدین) کا کیامطلب ہے ؟ حالانکہ قیامت کا دن تو وجود ہی نہیں رکھتا تو معدوم کی ملکیت کس طرح ہو سکتی ہے ؟ ہمارا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد قیامت کے دن پر قادر ہونا ہے)۔اسی انداز میں پوری تفسیر میں مفسر نے ان سے پوچھے گئے استفسارات کے جوابات دیے ہیں۔

2- عصر حاضر میں علامہ الشیخ عبدالکریم الدبان التکریتی (م۱۴۱۳ھ) کا "رسالة فی التفسیر علی صورة اسئلة واجوبة"[58] ہے ۔اس میں مفسر نے پوچھے گئے استفسارات کے جوابات دیے ہیں۔

3- اسی انداز کی ایک تفسیر مرتضیٰ الحسینی المیلانی نے ۱۴۲۸ھ میں لکھی گئی جو کہ "اسئلة واجوبة قرآنیة"[59] کے نام سے طبع ہو چکی ہے۔اس میں بھی مفسرنے ان سے پوچھے گئے استفسارات کے جوابات دیے ہیں۔

4- دور حاضر کے ایک معروف سکالر ڈاکٹر فاضل صالح السامرائی کی تفسیر "اسئلة بیانیة فی القرآن الکریم"[60] جو کہ اسی نام سے طبع ہو چکی ہے۔اس طرح لکھی گئی اور بھی کئی تفاسیر ہیں لیکن مندرجہ بالا تفاسیر کو اس قسم کی تفسیر کی چند مثالوں کے طور پر ذکر کر دیا گیا ہے۔

4۔انٹرنیٹ پر تفسیری استفسارات وجوابات کا اسلوب

جدید دور میں انٹرنیٹ کو معلومات کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔اس میں کئی ویب سائٹس پر یا تو قرآنی آیات سے متعلق استفسارات کیے جاتے ہیں جن کے جواب کسی ماہر مفسر سے دلوائے جاتے ہیں یا کسی مفسر سے کیے گئے استفسارات کو اس سائیٹ پر جمع کر دیا جاتا ہے۔گویا استفسارات وجوابات کے اس اسلوب کے مطابق ایسے تفسیری اقوال کی ایک قسم انٹرنیٹ

---

[57] ۔ ابو معشر الطبری عبدالکریم بن عبدالصمد محمد بن القطان (م۴۷۸ھ) عیون المسائل فی القرآن العظیم(دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان ۱۹۷۱ء) تحقیق محمد عثمان

[58] ۔عبدالکریم الدبان(م۱۴۱۳ھ)رسالة فی التفسیر علی صورة اسئلة واجوبة،(دبئی:مطبوعہ دائرۃ الشؤون الاسلامیہ والعمل الخیری۔۲۰۱۳ھ)

[59] ۔مرتضیٰ الحسینی المیلانی،اسئلة واجوبة قرآنیة ،(عراق:ناشر مؤسسۃ الارشادوالتوجیہ الدینی،2015ء)

[60] ۔ڈاکٹر فاضل صالح السامرائی،اسئلة بیانیة فی القرآن الکریم ،(قاہرہ مصر:مطبوعہ مکتبۃ التابعین۔۲۰۰۸ء)

کے مجموعے اور فورم ہیں جن میں سوالات در سوالات اور جوابی تاثرات اور دیگر لوگوں کے تبصرے اور علمی شمولیت بھی ممکن ہوتی ہے

١۔ مثال کے طور پر اس طرح کا ایک مجموعہء سوالات وجوابات بعنوان ''الاسئلة والاجوبة المفيدة فی لطائف بعض الآيات القرآنيه" موجود ہے۔ جو کہ ڈاکٹر فاضل صالح السامرائی سے پوچھے گئے تفسیری سوالات اور ان کے جوابات پر مشتمل ہے[61] اور یہ استفسارات وجوابات کا سلسلہ اس سائیٹ پر جاری رہتا ہے۔

٢۔ اسی طرح کا ایک مجموعہ انٹرنیٹ پر " فتاوٰی القرآن الكريم "کے عنوان سے موجود ہے۔ جو کہ قرآنی آیات کے بارے میں پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات پر مشتمل ہے۔ اور یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔[62] اس طرح کے مزید مجموعے بھی انٹرنیٹ پر موجود ہیں جنہیں بآسانی تلاش کیا جا سکتا ہے ان میں اس طرح کے سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں۔

2۔ تفسیر کے علوم ومجال کے اعتبار سے استفسارات

قرآنی آیات کے فہم کے لیے استفسارات کی ایک قسم اور اسلوب کو مختلف علوم ومجال کے اعتبار سے واضح کیا جا سکتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ استفسارات کو قرآن کی قرآءت، اعراب، غرائب، مشکلات، بلاغت ولغت، علم المعانی، اور مماثل آیات کے الفاظ کے فرق کی وجوہات وغیرہ جیسے علوم القرآن والتفسیر سے متعلق کیا جائے تا کہ ان تمام پہلوؤں سے متعلق پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات تلاش کیے جا سکیں۔ ذیل میں انہی میں سے چند پہلوؤں کو تفصیلاً واضح کیا جاتا ہے۔

الف۔ قرآءت قرآن سے متعلق استفسارات

قرآن مجید کی قرآءت کے مختلف شعبوں کے بارے میں استفسارات کرنے سے آیات قرآنیہ کے مفاہیم وادائیگی کی صحت تک رسائی ممکن ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں کی گئی علمی کاوشوں میں سے ایک عمدہ کاوش استفسارات وجوابات پر مشتمل، "الشيخ ايهاب فكری" جو کہ مسجد نبوی مدینہ منورہ کے قرآن وقراءات کے مدرس ہیں، کی کتاب بعنوان "اجوبة القراء الفضلاء ،اسئلة شائعة واجوبة نافعة فی علم القراءات " کو قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے قراءات قرآنیہ کے بارے میں کیے گئے سوالات کے جوابات دیے ہیں۔ مثلاً قراءۃ سے متعلقہ ایک سوال وجواب کو یوں ذکر کرتے ہیں:

---

[61] https://www.saaid.net/Doat/jhelles/38.htm

[62] https://www.nquran.com/ar/index.php?group=categories&gid=395

و سئالنی قاری الفاضل من المدینۃ المنورۃ عن حکم الغین والخاء اذا کانتا مکسورتین، نحو(واتخِذوا) و (نبغِ) او اذا کانتا ساکنتین بعد کسر، نحو (ربنا لا تزِغ قلوبنا)و(اِخوۃ یوسف) ھل یجوز فیھما التفخیم والترقیق ام لا؟

(یعنی مجھ سے مدینہ منورہ کے ایک فاضل قاری نے سوال کیا کہ غین اور خاء جب مکسور ہوں جیسا کہ (واتخِذوا)یا(نبغِ) میں ہیں، یا یہ دونوں کسرہ کے بعد ساکن ہوں جیسا کہ (ربنا لا تزِغ قلوبنا) یا (اِخوۃ یوسف) میں ہیں، تو کیا ان حالتوں میں ان حروف میں تفخیم اور ترقیق دونوں جائز ہیں یا نہیں؟)

والجواب ھو: ان ھذین الحرفین ھما من حروف الاستعلاء وھذہ الصفۃ لازمۃ لھما فی کل حال،لا تنفک عنھما بحال، و تستحق ھذہ الصفۃ ای صفۃ الاستعلاء، صفۃ التفخیم... و علیہ فلا یصح ان یوصف ھذان الحرفان بالترقیق اصلاً۔[63]

(اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں حروف، حروف استعلاء میں سے ہیں، اور یہ ہر حال میں ان دونوں کی صفت لازمہ میں سے ہے اور ان سے کسی صورت میں الگ نہیں ہو سکتی۔ اور یہ صفت یعنی صفتِ استعلاء، صفتِ تفخیم کا استحقاق رکھتی ہے۔ اس لیے ان دونوں حرفوں کو ترقیق سے متصف کرنا جائز نہیں ہے بلکہ تفخیم لازم ہے---)۔

یوں قراءات قرآنیہ کے بارے میں استفسارات وجوابات اس اسلوب کا ایک اطلاقی پہلو ہو سکتا ہے جس کے مطابق ماہرین قرآءۃ کی زیر نگرانی نص قرآنی اور متن قرآن کی صحیح تفہیم کے لیے استفساراتی وجواباتی اسلوب اختیار کیا جاسکتا ہے اور اس کے تحت کتب مرتب کی جاسکتی ہیں۔ جن میں اختلاف قرآءات، ان سے پیدا ہونے والے مفہومی فرق، عصر حاضر سے مطابقت والے پہلو کی ترجیح، ان راجح پہلوؤں اور ان کے دلائل سے متعلق سوالات وجوابات پر مبنی مجموعے مرتب کیے جاسکتے ہیں۔

ب۔ اعراب القرآن سے متعلق استفسارات

قرآنی نصوص کی تفہیم میں اعراب کے فہم وتعیین کا بہت اہم کردار ہے۔ اور اسی طرح کسی مفہوم کے تعین میں وجوہ اعراب کی وضاحت ضروری ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لیے مفسرین نے قرآن مجید کی آیات کی صرفی نحوی اعتبار سے تفسیر یں لکھیں۔ ان میں سے ایک اسلوب اعراب کی وجوہ کے بارے میں استفسارات وجوابات کا اسلوب بھی اختیار کیا گیا۔ اس سے تفہیم میں اور زیادہ آسانی اور سہولت میسر آتی ہے۔ اعراب سے متعلقہ استفسارات اور ان کے جوابات پر مشتمل ایک بہترین کتاب عبد اللہ بن یوسف بن احمد بن عبد اللہ بن ھشام الانصاری المصری (م ۷۶۱ھ) نے **"اسئلۃ واجوبۃ فی اعراب القرآن"** کے

---

[63] ۔ فکری، ایھاب، الشیخ،اجوبۃ القراء الفضلاء، اسئلۃ شائعۃ واجوبۃ نافعۃ فی علم القراءات، (القاھرۃ: المکتبۃ الاسلامیۃ للنشر والتوضیع،2007ء)،ص40،41

نام سے لکھی جو کہ محمد نغش کی تحقیق سے شائع ہو چکی ہے۔ جس میں مفسر نے قرآنی آیات سے متعلقہ صرف و نحو یا اعراب کے بارے میں پوچھے گئے استفسارات کے جوابات دیے ہیں اور پھر انہیں جمع کیا ہے۔ مثلاً لکھتے ہیں:**مسئالۃ:** (ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ [64])علام انتصب (ذریۃَ)؟ یعنی یہ سوال کیا گیا کہ (ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ) میں(ذُرِّيَّةَ) کس وجہ سے منصوب ہے؟ **الجواب:** علی انہٗ (ذریۃَ)مفعول اول لیتخذوا، و"وکیلاً"مفعول ثان۔ ای لا تتخذوا ذریۃ من حملنا مع نوح من دونی وکیلاً،و قدم المفعول الثانی ،لان الاھم من الکلام النھی عن ان یتخذوا من دونی وکیلاً"۔[65]

"اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لفظ ما قبل آیت (أَلَّا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي وَكِيلًا[66]) کے لفظ " تَتَّخِذُوا"کا مفعول اول ہے۔ جبکہ " وَكِيلًا" مفعول ثانی ہے۔ مراد یہ ہے کہ تم ان لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا، کو میرے سوا کارساز نہ بنانا۔ اور مفعول ثانی کو کو مقدم کرنے کی وجہ یہ تھی کہ کلام میں اہم بات اللہ کے ساتھ کسی اور کو کارساز بنانے سے منع کرنا تھا"۔

اسی انداز سے اس پوری تفسیر میں آیت کے اعراب اور صرف و نحو سے متعلقہ کیے گئے یا ممکنہ سوالات کے جوابات مدلل انداز سے دیے گئے ہیں۔ جو کہ آیات کے اعراب کے بارے میں استفسارات وجوابات کا انداز اختیار کیے جانے کے لیے ایک عمدہ اطلاقی اسلوب کا نمونہ فراہم کرتی ہے۔

اسی طرح کی عصر حاضر کی ایک عمدہ اور مختصر کاوش **"اعراب القرآن و تفسیرہٗ"** کے عنوان سے تیسویں پارے کے وجوہ اعراب کو سوالاً جواباً مرتب کیا گیاہے۔ جو کہ تفسیر کے شعبے سے وابستہ چند علماء و طلباء کی اجتماعی کاوش ہے۔[67]جو اگرچہ صرف ایک پارہ پر مشتمل ہے لیکن اس سلسلہ کا ایک نمونہ فراہم کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس اسلوب کی یہ کاوش درحقیقت دور حاضر کی اشد ضرورت بھی ہے جو کہ مدارس و مکاتب میں تفسیر کے گہرے فہم کے لیے اختیار کی جا سکتی ہے۔ اس کی چند مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

---

[64] ۔الاسراء17:3

[65] ۔عبداللہ بن یوسف بن احمد بن عبداللہ بن ھشام الانصاری المصری(م ۷۶۱ھ) اسئلۃ واجوبۃ فی اعراب القرآن محقق محمد نغش ،(المدینۃ المنورہ السعودیۃ :ناشر عمارہ البحث العلمی بالجامعۃ الاسلامیۃ،۱۴۰۳ھ)،ص27

[66] ۔الاسراء2:17

[67] ۔علوی، حافظ عبدالعزیز، شیخ الحدیث، اعراب القرآن و تفسیرہٗ،(فیصل آباد: دار التربیۃ للنشر والتالیف، گلستان کالونی، 2014ء)

سوال:(كَلَّا سَيَعْلَمُونَ)[68]"كَلَّا"کون سا حرف ہے اور کلام میں کس لیے لایا جاتا ہے؟

جواب:سیبویہ کے نذدیک کلا حرف ردع وجزر ہے جس کا اور کوئی معنی نہیں ہوتا۔ابن فارس کے ہاں یہ کلام میں چار مقاصد کے لیے بولا جاتا ہے۔

1۔پہلی بات کے رد کے لیے

2۔زجر و توبیخ لے لیے

3۔قسم کے لیے صلہ بن کر

4۔افتتاح کلام کے لیے جب یہ الاء کے معنی میں ہو۔[69]

سوال: (إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا)[70] "میقات"کون سا صیغہ ہے اور یہ منصوب کیوں ہے؟

جواب:میقات (وَقَتَ، يَقِتُ، وَقْتاً) سے ظرف زماں ہے۔مادہ (و۔ق۔ت) اور کان کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔اصل میں (مِوْقَاتٌ) تھا۔میزان والے قاعدے کے تحت واؤ کو کسرہ کی مناسبت سے یاء سے بدل دیا۔میقات کبھی زمان کے لیے آتا ہے مثلاً(إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا)اور کبھی مکان کے لیے آتا ہے مثلاً"میقات حج"(مفردات القرآن)[71]۔ان مثالوں سے اعراب القرآن سے متعلق استفسارات وجوابات کا اطلاقی اسلوب سامنے آتا ہے جو فہم قرآن میں ممد و معاون ہوتا ہے۔

ج۔غرائبُ القرآن اور مشکلات القرآن سے متعلق استفسارات

تفسیری استفسارات کا ایک پہلو غرائب القرآن اور مشکلات القرآن کی تفسیر سے متعلق بھی ہے۔ اس سلسلہ میں محمد بن ابو بکر بن عبدالقادر الرازیؒ الحنفی، کی کتاب " مسائل الرازی واجوبتها من غرائب آي التنزيل"[72] ایک اہم کتا ب ہے۔ جس میں غرائب القرآن کی تفسیر کو استفساری انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ اس انداز میں قرآن مجید کی غریب آیات کی تفسیر و تشریح کی جا سکتی ہے۔مثا ل کے طور پر :

---

[68] ۔النباء4:78

[69] ۔علوی،حافظ عبد العزیز، شیخ الحدیث،اعراب القرآن وتفسیرہٗ،ص14

[70] ۔النباء17:78

[71] ۔علوی،حافظ عبد العزیز،نفس المصدر،ص19

[72] ۔الرازی، محمد بن ابو بکر بن عبد القادر،مسائل الرازی واجوبتها من غرائب آي التنزيل(مصر:شرکتہ ومکتبہ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی واولادہٗ ۱۹۶۱ء)

فان قیل :کیف قال (إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ)[73]-وآدم خُلق من تُراب و عیسیٰ خُلق منَ الْهوَاءِ،وآدم خُلقَ مِنْ غیرِاَب وأُم ،وعیسیٰ خُلقَ مِنْ أُم ؟

قلنا: المراد بہ التشبیہ فی وجوده بغیر واسطۃ اب ،والتشبیہ لا یقتضی المماثلۃ من جمیع الوجوه بلیٰ من بعضها[74]۔

(یعنی اگر یہ کہا جائے: کہ اللہ کے اس فرمان کا کیا معنی ہو گا(إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ) حالانکہ آدم (علیہ السلام) مٹی سے پیدا کیے گئے اور عیسیٰ (علیہ السلام) پھونکنے سے پیدا کیے گئے، اور آدم (علیہ السلام) بغیر ماں باپ کے پیدا کیے گئے جبکہ عیسیٰ (علیہ السلام) صرف بغیر باپ کے پیدا کیے گئے؟

تو ہم یہ کہیں گے: کہ اس سے مراد باپ کے واسطہ کے بغیر پیدا ہونے میں تشبیہ ہے۔اور تشبیہ تمام وجوہ میں مماثلت کی مقتضی نہیں ہوتی بلکہ بعض وجوہ میں ہوتی ہے۔)

2۔ اسی طرح امام مسلم بن قتیبہ الدینوریؒ جو کہ تفسیر غریب القرآن اور غریب الحدیث جیسی شاندار کتب کے مصنف ہیں سے پوچھے گئے استفسارات وجوابات کو جمع کیا گیا ہے۔ان میں غرائب القرآن کے بارے میں استفسارات وجواب بھی شامل ہیں۔جیسا کہ لکھتے ہیں:

سئالتَ عن التمنّی فی قول اللہ جلّ وعزّ "وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ "[75] وقلت انک وجدتہ فی کتابی المؤلف فی غریب القرآن و کتابی غریب الحدیث ان الامنیۃ :التلاوۃ۔ وانہ ٗقد انکر ذالک قوم و سئالونی ان آتی علیہ بدلیل و شاہد؟

* فاما الدلیل علیہ فقول اللہ "وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ"[76] ای لا یعرفون الکتاب الا تلاوۃ، یرید لا یعلمون بہ،ولا یحرمون حرامہٗ،ولا ینتھون الیٰ امره و زاجره۔

والشاہد من الشعر قال الشاعر فی عثمان ابن عفان:

تمنَّی کتابَ اللہِ فِی اوّلَ لیلَۃ وآخِرَھَا لاقیٰ حِمامَ المقادِرِ[77]

---

[73] ۔آل عمران 59:3

[74] ۔الرازی، محمد بن ابو بکر بن عبد القادر،مسائل الرازی واجوبتها من غرائب آي التنزيل،ص33

[75] ۔الحج 52:22

[76] ۔البقرۃ 78:2

[77] ۔الدینوری، امام عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ،کتاب المسائل والاجوبۃ فی الحدیث والتفسیر، محقَق مروان العطیہ، (بیروت: دار ابن کثیر، 1991ء) ص234

(یعنی تم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان (وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ) کے لفظ " تَمَنَّىٰ " کے بارے میں سوال کیا اور کہا کہ تم نے میری تالیف غریب القرآن اور غریب الحدیث میں پایا کہ " أُمْنِيَّتِه" سے مراد تلاوة ہے۔ اور کچھ لوگوں نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ میں اس پر کوئی دلیل اور شاھد پیش کروں۔

* پس اس پر دلیل تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ"یعنی وہ کتاب کو نہیں جانتے سوائے تلاوت کے۔ اس سے مراد یہ لی کہ وہ اسے نہیں جانتے، وہ اس کے حرام کو حرام نہیں جانتے، وہ اس کے احکام اور ڈراووں کا لحاظ نہیں رکھتے۔

اور اس معنی کا شاھد شعر میں سے شاعر کا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کلام ہے:

تمنّٰی کتابَ اللهِ فِی اوّلَ لیلَۃ   وآخِرَھَا لاقیٰ حِمامَ المقادِرِ)

اسی طرح مشکلات القرآن میں بھی سوالات و جوابات کیے گئے جن سے مشکلات القرآن کی تفہیم زیادہ آسان ہو گئی۔ اس سلسلہ میں ابن الجزری (م733ھ) کی کتاب "مسائل مشکلۃ فی القرآن" جو کہ مخطوطہ کی شکل میں ہے کافی مفید ہے۔

3۔ استفساری تفسیر کے ان اسالیب کی دور حاضر میں افادیت اور سفارشات تحقیق

استفسارات و جوابات کے انداز میں تالیف شدہ تفاسیر جہاں دور حاضر میں تالیف کی گئی ہیں وہاں قرون اولیٰ کی لکھی گئی استفساری تفاسیر بھی مطبوعہ شکل میں دستیاب ہیں۔ اس لیے ذخائر، ماخذ اور نظائر کے اعتبار سے یہ جدید رجحان وافر قدیم تفسیری تراث کا حامل بھی ہے۔ اس طرح یہ رجحان جدید ہونے کے ساتھ ساتھ قدیم بھی ہے۔ اسے دور حاضر میں صرف بطور علیحدہ ایک رجحان کے متعارف کروانے کی اشد ضرورت ہے۔ اس اسلوب کے بارے میں ڈاکٹر فاضل صالح السامرائی لکھتے ہیں:"ولم یختلف ہذاالمنہج الا نادراً،وذٰلک فیما اراہ انہٗ ہو الانسب"[78]

قرآن فہمی کے لیے اس رجحان پر تفسیر کے بیان کو دور حاضر کے الیکٹرانک اور سوشل میڈیا کے ذریعے زیادہ مؤثر اور سہل طریقے سے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ اس کی بہترین مثال ملتقی اہل الحدیث کی ویب سائیٹ پر ڈاکٹر فاضل صالح السامرائی سے آیات قرآنیہ کے بارے میں کیے گئے متفرق استفسارات ہیں جن کے جوابات "الاسئلۃ والاجوبۃ المفیدۃ فی لطائف بعض الآیات القرآنیۃ" کے نام سے موجود ہیں۔[79] اس میں مذکورہ ڈاکٹر صاحب تفسیری استفسارات کے

[78] ۔ڈاکٹر فاضل صالح السامرائی، اسئلۃ بیانیۃ فی القرآن الکریم، ص5،6

[79] www.ahlalhadeeth.com

جوابات بیان کرتے ہیں۔ڈاکٹر فاضل سے سعودی عرب کے ایک ٹیلی ویژن چینل پر استفسارات کا سلسلہ بھی چلتا رہا جو کہ یو ٹیوب پر موجود ہے۔[80] اسی طرح ریڈیو، ٹی وی اور انٹرنیٹ پر ماہرینِ تفسیر سے سوالات کیے جاسکتے ہیں۔

اس رجحان کی دورِ حاضر میں اہمیت وافادیت کو ذیل کے چند نکات کی صورت میں واضح کیا جاتا ہے۔

1۔ تفسیر نویسی اور قرآن فہمی میں ان استفساری اسالیب کا اطلاق کر کے دورِ حاضر میں قرآن کو سمجھنا زیادہ آسان ہو سکتا ہے اور پیدا ہونے والے اشکالات وسوالات کے تسلی بخش جوابات دیے جاسکتے ہیں۔

2۔ یہ اسلوب قاری کو غور وفکر کے لیے ہمہ وقت تیار رکھتا ہے اور اسے یہ سکھاتا ہے کہ قرآن میں سے جو پڑھے اس کے فہم کے لیے سوال کرے۔ چنانچہ الشیخ عبدالکریم الدبان لکھتے ہیں:

"وهذا الاسلوب يقرب الفهم و يساعد علىٰ التدبر و يعلم القارى لكتاب الله ان يسال عما يقراء"[81]

3۔ دورِ حاضر میں فہم قرآن کا طالب اور عام قاری سرسری فہم تو سادہ اور عام فہم تفاسیر سے آسانی سے حاصل کر لیتا ہے لیکن عموماً ان آیات کے بارے میں گہرا فہم یا ذہن میں اٹھنے والے سوالات کے جوابات کے حصول کے لیے ماخذ تفاسیر اور دیگر ضروری علوم سے متعلق کتب کا فوری مطالعہ نہیں کر سکتا جس کے لیے وہ ماہرین سے استفسار کرتا ہے۔ جس کے جواب میں فن تفسیر میں مہارت رکھنے والا مفسر، قرآن وسنت، اسلامی تعلیمات اور اصولوں کی روشنی میں تطبیق، تشریح، ترجیح یا توضیح کے انداز میں جواب دیتا ہے جو کہ ایسے طالب فہم قرآن کے لیے فوری سہل اور آسان حل ہوتا ہے اس لیے اس رجحان کے فروغ کے بہت زیادہ امکانات ہیں۔

4۔ اس طرح کے تفسیری استفسارات کے جوابات تفسیری فتاویٰ کی حیثیت رکھنے کے ساتھ ساتھ تفسیر کی باریکیوں کے انکشاف کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔ چنانچہ آیاتِ قرآنیہ کے بارے میں کیے گئے اس طرح کے استفسارات وجوابات کو ایک ویب سائیٹ پر "فتاویٰ القرآن الکریم" کے عنوان سے شامل کیا گیا ہے[82] جس سے دورِ حاضر میں فہم قرآن کا فروغ زیادہ بہتر انداز سے ممکن ہے۔

---

[80] https://www.youtube.com/watch?v=hFFaaUW5H1c

[81] ۔عبدالکریم الدبان (م ۱۴۱۳ھ)، نفس المصدر، ص 7

[82] https://www.nquran.com/ar/index.php?group=categories&gid=395

5۔ یہ اسلوب قرآنی مفاہیم کو آسانی سے یاد رکھنے میں بھی معاون ہوتا ہے۔ علامہ عبد الکریم الدبان اسطرح کی تفسیر لکھنے کی وجوہات کے بارے لکھتے ہیں:"ومنهم من صاغ كتابه بهذه الطريقة ابتداءً ليكون اقرب الى الحفظ ،او اكثر عوناً علىٰ الانتباه والتعمق فى المقروء"[83] (اور ان میں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب کو اس طرح ترتیب دیا، ابتدائی طور پر، حفظ کے قریب ہونے کے لیے، یا توجہ دینے اور پڑھنے کو گہرا کرنے میں معاون کے طور پر)۔

6۔ قرونِ اولیٰ ومابعد کی تفاسیر میں موجود ان استفسارات وجوابات سے اسلاف کی قرآن فہمی کی طلب کا پتہ چلتا ہے نیز یہ واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے محض اپنی عقل سے تفسیر متعین کرنے کی بجائے اکثر استفسارات کیے جیسا کہ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے، تابعینؒ نے صحابہ کرامؓ سے سوالات پوچھے یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ مفہوم قرآن کے بیان میں اہل عرب ہونے کے باوجود احادیثِ رسول ﷺ اور اقوال صحابہؓ کی طرف رجوع کرتے تھے اس عملی مظاہرہ سے دور حاضر میں قرآن فہمی کے لیے انکار حدیث کا شدت سے رد ہوتا ہے۔ جب وہ ہستیاں عربی ہونے کے باوجود رجوع الی الرسول ﷺ و الصحابہؓ کرتے تھے تو آج کا مسلمان قرآن فہمی میں احادیث سے کیونکر مستغنی ہو سکتا ہے لہذا دور حاضر میں اسی مثال کی پیروی کرتے ہوئے ماہرین سے استفسارات کا عمل قرآن فہمی کے لیے مشعل راہ بن سکتا ہے۔

7۔ چونکہ ہر دور کی تفسیر فہمی کا معیار اور ضروریات مختلف ہوتی ہیں جن کا اظہار استفسارات سے ہوتا ہے۔ یہ رجحان دور حاضر اور مستقبل کی تفسیری ضروریات کو پورا کرنے میں کافی مدود معاون ہو سکتا ہے۔ اور ہر دور اور عہد میں قرآنی آیات کی تفسیر وتشریح کے لیے پیدا ہونے والے سوالات واشکالات کے جوابات اور جدید پیش آمدہ حالات کے متعلق قرآنی آیات کے اطلاق وتعبیر کے بارے میں آگاہی کی طلب کا حل اس اسلوب ورجحان کے تحت زیادہ بہتر انداز سے ممکن ہے۔

نتائج تحقیق

اس تحقیقی رپورٹ کے نتائج وحاصلات کو درج ذیل چند نکات کی صورت میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

1۔۔ تفاسیر کے دستیاب ذخیرے میں تفسیر کے استفساری اسلوب ورجحان کو الگ سے متعین کیا جاسکتا ہے۔

2۔ استفساری تفسیر سے مراد مختلف ادوار جیسا کہ دور نبوی ﷺ، دور صحابہؓ وتابعینؒ ومابعد اور دور حاضر میں قرآنی آیات کی تفسیر،

فہم اور وضاحت معلوم کرنے کے لیے پوچھے گئے یا متوقع استفسارات کے جواب میں بیان کی گئی تفسیر ہو گی جسے بعد ازاں تحریر، مرتب یا جمع ومدوّن کر لیا گیا۔

---

83 ۔ عبد الکریم الدبان، نفس المصدر، ص 7

3۔ استفساری تفسیر کے جواز و ثبوت کی لیے قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہؓ و تابعینؒ سے منقول بنیادیں اور دلائل بطور شواہد و امثلہ موجود ہیں۔

4۔ اس اسلوب کی مطبوعہ تفاسیر کے علاوہ کئی استفساری تفاسیر جو کہ کلی طور پر یا جزوی طور پر لکھی گئیں مخطوطات کی شکل میں بھی مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں۔

5 ۔ استفسارات و سوالات کے جواب میں بیان کی گئی اور مرتب کی گئی تفاسیر کا جائزہ لینے پر استفسارات کے چند اطلاقی اسالیب سامنے آتے ہیں جن کو اختیار کر کے اس اسلوب کے تحت فہم قرآن میں کافی آسانی میسر آ سکتی ہے اور ان اسالیب کے مطابق تفسیر سے متعلقہ عصر حاضر میں پیدا ہونے والے استفسارات اٹھائے جاسکتے ہیں اور پھر انہیں اسالیب کے مطابق ان کے جوابات مرتب کیے جاسکتے ہیں۔ ان اطلاقی اسالیب کو دو اعتبار سے تقسیم کر کے بیان کیا جاسکتا ہے۔

اول اقسام و نوعیت کے اعتبار سے استفسارات۔ اس قسم میں یہ دیکھا جائے گا کہ آیات قرآنیہ کے متعلق کیے گئے استفسارات کی نوعیتں اور اقسام کون کون سی ہیں اور ان میں کس طرح ان استفسارات و جوابات کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ان نوعیتوں میں

ماثور و منقول استفسارات و جوابات کا اسلوب جو کہ استفساری اسلوب تفسیر میں ماثور و منقول استفسارات و جوابات کو نقل کرنے کا اطلاقی اسلوب کہلائے گا، امکانی اور متوقع استفسارات و جوابات کا اسلوب جس کا اطلاق دور حاضر کے مسائل کی روشنی میں متوقع استفسارات اور ان کے جوابات تحریر کر کے کیا جاسکتا ہے، مفسر سے استفہامی استفسارات پر مبنی اسلوب اور انٹرنیٹ پر تفسیری استفسارات و جوابات کا اسلوب جو کہ دور حاضر میں خاصا مقبول ہو چکا ہے اور وقت کا عین تقاضا بھی ہے، جیسے اسالیب شامل ہیں۔

دوم تفسیر کے علوم و مجال کے اعتبار سے استفسارات۔ اس سے مراد یہ ہے کہ استفسارات کو قرآن کی قرآءت، اعراب، غرائب القرآن، مشکلات القرآن، بلاغت و لغت، علم المعانی، اور مماثل آیات کے الفاظ کے فرق کی وجوہات وغیرہ جیسے علوم القرآن والتفسیر سے متعلق کیا جائے تاکہ ان تمام پہلوؤں سے متعلق پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات تلاش کیے جاسکیں۔

تقریباً ان تمام اطلاقی اسالیب کی نمونہ تفاسیر و امثلہ مطبوعہ و غیر مطبوعہ میسر ہیں جن سے ان کے اطلاق میں مدد اور معاونت لی جاسکتی ہے۔